مینیسوٹا سے امریکی کانگریس کے پہلے مسلمان رکن

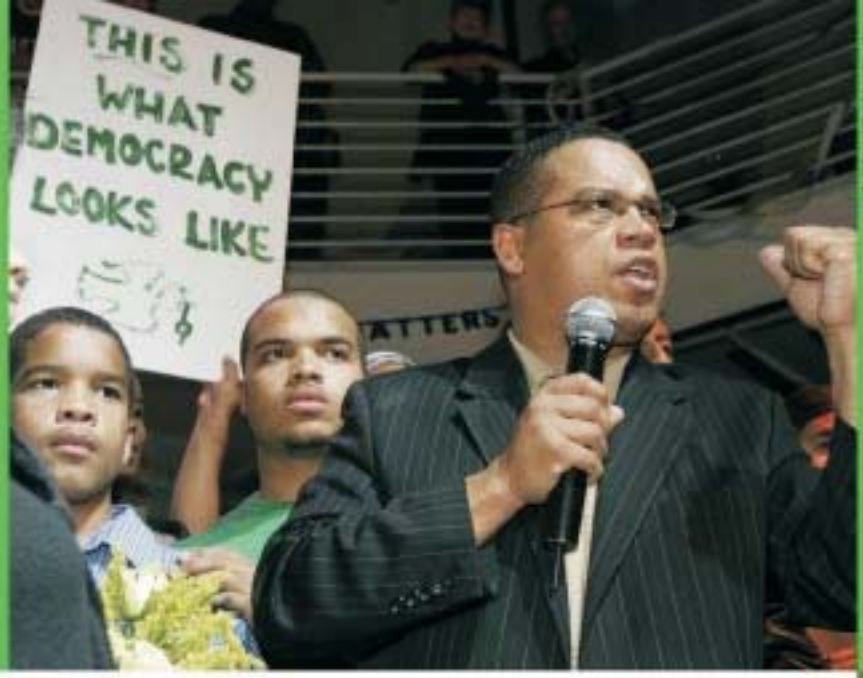

ڈینئل ڈبلیو ریلی

امریکی کانگریس (پارلیمنٹ) کے رکن کیتھ ایلی سن نے چند مختصر الفاظ سے امریکی کانگریس کے مشترکہ اجلاس کو حیرت میں ڈال دیا۔

گزشتہ مارچ میں اردن کے شاہ عبداللہ ثانی نے دونوں ایوانوں کے مشترکہ اجلاس کے اختتام پر کہا "السلام علیکم"۔

ریاست منی سوٹا کے نومنتخب ڈیماکریٹ نمائندہ ایلی سن نے جو ایوان نمائندگان کے پہلے مسلمان رکن تھے، بالکل فطری طور پر جواباً "وعلیکم السلام" کہا۔ ایوان میں سناٹا چھا گیا۔ ایلی سن کہتے ہیں کہ "گرجا گھر جیسا سناٹا چھا گیا تھا۔ اسی وقت میں نے محسوس کیا کہ مجھ میں کوئی بات ایسی ہے جو غیر معمولی ہے۔"

ستمبر ۱۱ کے بعد کے امریکہ میں ایلی سن کی حیثیت محض ایک نومنتخب نمائندے کی نہیں ہے۔ محض چند مہینوں کی مختصر سی مدت کے دوران وہ عالم اسلام کے لیے امریکی کانگریس کے سفیر بن گئے ہیں۔ محکمہ خارجہ نے انھیں ایک ثقافتی سفیر بنالیا ہے۔ وہ ایوان نمائندگان کی اسپیکر نینسی پلوسی کے ساتھ شام کے دورے پر گئے تھے۔

ایلی سن کہتے ہیں کہ جب وہ منی سوٹا ریاستی مقننہ میں تھے تو ان کا مذہب کوئی بڑا مسئلہ نہیں تھا۔ اب ان کی ہر حرکت پر غائر نظر رہتی ہے اور کبھی یہ بات غیر متوقع بھی ہوتی ہے۔ مثال کے طور پر گزشتہ نومبر میں ان کے انتخاب کے بعد سی این این، ہیڈ لائن نیوز کے میزبان گلن بیک نے ان سے کہا کہ "ثابت کیجیے کہ آپ ہمارے دشمنوں سے مل کر کام نہیں کر رہے ہیں۔" اس سوال نے ساری مسلم دنیا کو چونکا دیا۔

گو ایلی سن بولنے میں ہچکچاتے ہیں، لیکن انھوں نے کہا کہ "میں ایک عالمی مذہب کی نمائندگی کرنے کا اہل نہیں ہوں۔" میں تو اپنے پہلے بل کی بات کرنا چاہوں گا نہ کہ اسلام میں سنی اور شیعہ فرقوں کے درمیان اختلافات کی تفصیلات کی۔ ان کا پہلا بل کریڈٹ کارڈ کمپنیوں کے قرضوں کے معاملے میں لوٹ کھسوٹ پر قابو کی کوشش کے متعلق ہے۔

ایلی سن اپنے مذہب کے معاملے میں کہتے ہیں کہ اس کا سوال کبھی نہیں اٹھا، لیکن کوئی اور ہمیشہ ہی یہ سوال میرے سامنے کھڑا کر دیتا ہے۔

۴۳ سالہ ایلی سن نے ریٹائر ہونے والے نمائندہ مارٹن اولاوسابو کی اس سیٹ پر بڑی آسانی سے قبضہ کر لیا۔ انھیں اس ڈیماکریٹک حلقے میں زبردست اکثریت سے کامیابی حاصل ہوئی۔

ایلی سن خود کو نرم دل وسیع النظر کہتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم صرف ایک مسلمان کی حیثیت سے شہرت نہیں چاہتے بلکہ بہتر صحت عامہ کے لیے، غریبی کم کرنے کے لیے، عراق میں جنگ ختم کرنے کے لیے اور قرضوں کے سفاکانہ طریقوں پر قابو کے لیے نام چاہتے ہیں۔

ایلی سن ایوان میں مالی خدمات کمیٹی کے چیئرمین ہارنی فرینک کے متعلق کہتے ہیں کہ انھوں نے اس گہرے سمندر میں جست لگانے میں میری حوصلہ افزائی کی۔ "متوسط طبقے تک رسائی اور اس ملک کی زبردست خوشحالی سے مستفیض ہونے کا بہت بڑا ذریعہ یہ بل ہے۔"

ایلی سن کو بڑی مایوسی اس بات سے ہے کہ میڈیا نے کریڈٹ کارڈ کے متعلق اس بل پر کوئی توجہ نہیں دی۔

ان کے مذہب اسلام کے سوال پر اختلاف رائے تو ان کے عہدہ سنبھالنے سے پہلے ہی شروع ہو گیا تھا۔ گزشتہ دسمبر میں ورجینیا کے ری پبلکن نمائندہ ورجل ایچ گوڈے نے ایک مراسلے میں لکھا تھا کہ "امریکہ کی سرحدوں کو سختی سے بند کر دینا چاہیے ورنہ ایلی سن کی طرح اور بھی بہتیرے مسلمان اس ملک میں گھس آئیں گے اور عہدوں کے لیے امیدوار ہوں گے۔"

اور جب ایلی سن نے اس قرآن پر اپنے عہدے کا حلف لینا چاہا جو کبھی تھامس جیفرسن کے پاس تھا تو ایک بار پھر ان کے مذہب کی باتیں ہونے لگیں اور کبھی تو ریڈیو پر اس طرح کی تحقیر آمیز باتیں کی گئیں۔

تاہم اس طرح کے واقعات سے ایلی سن کو جلد ہی عالمی شہرت حاصل کرنے میں مدد ملی۔

اکبر احمد کہتے ہیں کہ "علامتی طور پر اور تاریخی واقعات کے پس منظر میں بھی ان کے انتخاب کا مطلب بہت کچھ ہے۔" اکبر احمد اسلام کے متعلق صدر جارج ڈبلیو بش کے سابق مشیر ہیں اور ایک نئی کتاب "مطالعۂ اسلام: عالمگیریت کا بحران" کے مصنف ہیں۔

اکبر نے کہا کہ "اس کتاب سے متعلق تحقیق کی غرض سے جب انھوں نے مسلم دنیا کا سفر کیا تو معلوم ہوا کہ بہتیرے لوگ ایلی سن کے بارے میں سن چکے تھے اور انھیں امریکہ میں مسلمانوں کو بڑھتے ہوئے دیکھنے کے اعتراف کی علامت سمجھتے تھے۔" اور کانگریس (پارلیمنٹ) کے ایوانوں میں مسلم اسٹاف کو اس سے اتفاق ہے۔

کانگریس میں مسلم اسٹافس ایسوسی ایشن کے صدر اور نیویارک کے ڈیماکریٹک پارٹی کے رکن گریگوری ڈبلو میکس کے چیف آف اسٹاف جمیل عالم جانسن کہتے ہیں کہ "وہ (ایلی سن) ہمارے مذہب کو سمجھتے ہیں اور یہ بھی کہ ہم امریکہ میں کیا کچھ حاصل کر سکتے ہیں۔"

جہاں تک خود ایلی سن کا تعلق ہے وہ کانگریس کے ضابطوں کو سمجھنے ہی پر اپنی توجہ مرکوز کیے ہوئے ہیں۔

ان کے ایک ساتھی منی سوٹا کے ڈیماکریٹ نمائندہ جیمس ایل اوبر اسٹار کہتے ہیں کہ "وہ انتہائی سنجیدہ اور انتہائی محنتی شخص ہیں۔ وہ اپنے کام میں بڑی محنت سے لگے ہوئے ہیں۔"

ایلی سن کا کہنا ہے کہ "کانگریس بحیثیت مجموعی سب کے لیے سازگار جگہ ہے۔"

دراصل ان پر جو شدید ترین اعتراض ہوا ہے وہ خود ان کے حلقے کے سرگرم کارکنوں کی طرف سے کیا گیا ہے، جو اس بات پر ناراض ہیں کہ جنگ عراق ختم کرنے کے سوال پر وہ سخت موقف کیوں نہیں اختیار کرتے۔ ان کے معترضین نے کانگریس کے اندر ان کے آفس میں دھرنا تک دیا۔ انھوں نے اپنے موقف کے بارے میں کہا کہ "مجھے عملی نظریہ کا حامل ہونا چاہیے نہ کہ صرف نظریاتی نظریہ کا۔"

تاہم جنگ مخالف گروپ کی طرف سے ان پر جو دباؤ ہے، وہ ان لوگوں کے مقابلے میں کم ہے، جن کا اصرار ہے کہ مسلم دنیا میں امریکہ کی تصویر جو خراب ہو گئی ہے، اس کی اصلاح میں ان کو امریکہ کی مدد کرنی چاہیے۔

ایلی سن زور دے کر کہتے ہیں کہ تقریباً روزانہ انھیں ایسی درخواستیں موصول ہوتی ہیں کہ وہ مشرق وسطیٰ کا سفر کریں اور غیر ملکی اخبار نویسوں سے ملاقاتیں بھی کرتے رہتے ہیں، لیکن انھیں کسی دباؤ کا احساس نہیں ہے۔"

انھوں نے کہا کہ "میری توجہ اس پر مرکوز ہے جو اس وقت یہاں میرے سامنے ہے۔ میں ایک لمحے کے لیے بھی نہیں سوچتا کہ یہ (میرا مسلمان ہونا) کوئی بڑی بات ہے یا نہیں۔ مجھے جو کرنا ہوتا ہے اسے کرنے پر اپنی بہترین کوشش صرف کرتا ہوں۔"

ڈینئل ڈبلیو ریلی دی پولی ٹیکو کے لیے کانگریسی امور کے رپورٹر ہیں۔

مذہب

دی پولی ٹیکو کی اجازت سے اشاعت